فتوی نمبر:AB047
تاریخ:10فروری2021

بسم اللہ نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی رسولہ الکریم

دارالافتاء فیضان شریعت

الکریم گارڈن مارکیٹ، فیز1، نزد مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر بالمقابل سوتر مل اسٹاپ لاہور، پاکستان
Gmail:azharmadani85@gmail.comContact: +923214061265

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ قبر میں کتنے سوالات ہوں گے؟ کیا یہ سوالات انبیاء کرام علیہم السلام اور غیر انبیاء، مسلم و کافر سب سے ہوں گے؟ اور کیا قبر میں سوالات کے حوالے سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خصوصیت میں کوئی خاص روایت موجود ہے جس میں آپ کو سوالات سے مستثنیٰ کیا گیا ہو؟ جیسے کہ ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قبر میں منکر نکیر سوالات کریں گے تو الٹا آپ ان سے سوال کریں گے کہ میرا رب اللہ ہے، تمہارا رب کون ہے؟ میرا دین اسلام ہے، تمہارا دین کیا ہے؟ میرے نبی محمد ﷺ ہیں، تمہارے نبی کون ہیں؟ کیا کسی مستند کتاب میں مستند سند سے ایسا واقعہ ہے؟ اور کیا اسے بیان کر سکتے ہیں؟ سائل: عبداللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قبر میں منکر نکیر کا آنا اور مردے سے سوالات کرنا کثیر احادیث سے ثابت ہے جو کہ معناً تواتر کے درجے تک پہنچتی ہیں، لہٰذا اس کا منکر گمراہ و بد دین ہے۔ اور قبر میں تین سوالات ہوں گے جو کہ مومن و کافر سب سے ہوں گے، اور مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔ البتہ بعض ہستیاں ایسی بھی ہیں جن سے قبر کے سوالات نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے سوالات قبر سے محفوظ رکھا ہے۔

جن لوگوں سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے:

1- شہید ہونے والا مسلمان۔
2- مرض طاعون سے فوت ہونے والا مسلمان۔
3- طاعون کے زمانہ میں اُنکے علاوہ کسی مرض سے فوت ہونے والا جب کے وہ اس پر صابر اور ثواب کی اُمید رکھنے والا ہو۔
4- صدیق کے درجہ پر فائز۔
5- جمعۃ المبارک کے دن یا رات یا رمضان المبارک میں فوت ہونے والا مسلمان۔
6- ہر رات سورۃ ملک پڑھنے والا مسلمان، بعض علماء نے اس کے ساتھ سورۃ السجدہ کو بھی ملایا ہے۔

7- اپنے مرض میں جو شخص "قُل ھو اللہ احد" کا ورد رکھے اور اسی طرح فوت ہو جائے تو اس سے بھی سوال نہیں ہو گا۔

8- اور بعض شارحین نے فرمایا ہے کے ان میں انبیاء اضافہ کیا جائے اس لیے کہ وہ صدیق ہیں صدیق سے درجے میں بڑے ہیں اُن سے بھی سوال نہیں ہو گا۔

9- مسلمانوں کے وہ بچے جو نابالغی میں ہی انتقال کر گئے۔

10- اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اسلامی سرحد پر پہرا دینے والا مسلمان مجاہد سے بھی سوالات قبر نہیں ہوں گے۔

خلیفہ ثانی، مُرادِ رسول، امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بالیقین منکر و نکیر کے سوالات سے محفوظ ہیں کیونکہ آپ رسول کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی، سسر رسول، خلیفہ راشد، اس امت کے محدث، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور 1400 سال سے زائد عرصہ ہو چکا نبی کریم ﷺ کے ساتھ آرام فرما ہونے کیساتھ ساتھ شہید بھی ہیں اور ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شہید سے سوالات قبر نہیں ہوں گے۔

رہا سوال میں بیان کردہ واقعہ تو اس کے دو حصے ہیں:

اول حصہ جس میں منکر نکیر کی صفات اور قبر کے سوالات کا تذکرہ ہے، یہ حصہ روایات سے ثابت ہے اور اسے بیان بھی کرنے میں کچھ حرج نہیں، البتہ دوسرا حصہ جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرشتوں سے سوال کرنا مذکور ہے، یہ حصہ کسی بھی معتبر سند سے منقول نہیں، لہذا اس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کر کے اس کو بیان کرنا درست نہیں۔ اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

عقائد نسفی میں ہے: "وسوال منکر ونکیر ثابت بالدلائل السمعیة"۔ یعنی منکر و نکیر کے سوالات دلائل نقلیہ سے ثابت ہیں۔

(شرح عقائد نسفی: صفحہ 239، 238، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

صحیح بخاری و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی میں ہے: (الفاظ ترمذی کے ہیں): "عن البراء ابن عازب، رفعه في قوله: "يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت۔۔۔ الخ"۔ (سورۃ ابراھیم: آیت 27) قال: في القبر اذا قيل له: من ربك؟ وما دينك؟ ومن نبيك؟ وقال هذا حديث حسن صحيح"۔ ترجمہ: ترمذی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عالیشان: "جو ایمان لائے وہ اپنے قول پر ثابت قدم رہے" کے بارے میں مرفوعاً روایت کیا کہ یہ آیت سوالات قبر کے میں وارد ہوئی جب سوال کیا جائے گا: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 331، حدیث: 1369، دار ابن کثیر: بیروت)

(جامع ترمذی: کتاب التفسیر، باب و من سورۃ ابراھیم، جلد 5، صفحہ 196، حدیث: 3130، دار الغرب الاسلامی)

(سنن ابوداؤد: کتاب السنۃ: باب فی مسئلۃ القبر و عذاب القبر، جلد 7، صفحہ 131، حدیث: 3753، دار الرسالۃ العالمیۃ)

امام جلالُ الدّین سیوطی علیہ رحمۃ اللہ القَوی فرماتے ہیں:"قدتواترت الاحادیث بذلک مؤکدة من روایة انس،والبراء،وتمیم الداری،وبشیربن کمال،وثوبان،وجابربن عبداللہ،وعبداللہ بن رواحۃ،وعبادة بن صامت،وحذیفة،وضمرة بن حبیب،وابن عباس،وابن عمر،وابن مسعود،عثمان بن عفان،وعمربن خطاب،وعمروبن عاص،ومعاذبن جبل،وابی امامة،وابی الدرداء،وابی رافع،وابی سعیدالخدری،وابی قتادة،وابی ھریرة،وابی موسیٰ،واسماء،وعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین"۔ترجمہ:اس سلسلے میں احادیث تاکیدی اور مُتَواتِر ہیں جن میں سے حضرت سیدناانس بن مالک،براءبن عازب،تمیم داری،بشیر بن کمال،ثوبان،جابربن عبداللہ،عبداللہ بن رواحہ،عبادہ بن صامت،حذیفہ بن یمان،ضمرہ بن حبیب،عبداللہ ابن عباس،عبداللہ ابن عمر،عبداللہ ابن مسعود،امیر المؤمنین سیدناعثمان بن عفان،امیر المؤمنین سیدناعمربن خطاب،عمروبن عاص،معاذبن جبل،ابوامامہ باہلی،ابودرداء،ابورافع،ابوسعید خدری،ابوقتادہ،ابوہریرہ،ابوموسی اشعری،اسماءاورام المؤمنین سیدتناعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم اجمعین سے روایات ہیں۔ (النبراس علی شرح العقائد:صفحہ 321،320،مطبوعہ:کوئٹہ)

(شرح الصدور للسیوطی:صفحہ 117،دارالمدنی:عرب)

نبراس میں ہے:"بالجملةالاحادیث فی ھذاالمعنی) فی حال القبرو(فی کثیرمن احوال الآخرة متواترةالمعنی) کالبعث والحساب والصراط والحوض والشفاعة(وان لم یبلغ احادھا)ای لم یبلغ افرادھامن حیث الفاظھا(حدالتواتر)وبیانہ ان تواترالخبرامالفظی وھوان یکون لفظ منقولابعینہ کالقرآن المنقول بلفظہ المتفق علیہ بین الرواة واما معنوی وھوان الفاظ القبرمختلفة وکل لفظ منھامرویامن الاحادبلاتواترلکن یکون المعنی المشترک بین الفاظہ مرویابالتواترکجودحاتم والتواترالمعنی ایضاحجة کاللفظی فان المخبرین اخبرونابوجودبغداوبالفاظ مختلفةافادالیقین معناھاالمشترک"۔

یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ احوال قبر(سوالات قبروغیرہ اور)بعث،حساب،صراط،حوض اور شفاعت وغیرہ کے بارے میں احادیث معناًمتواترہیں اگرچہ لفظاًحد تواترتک نہ پہنچیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ خبریاتولفظامتواترہوتی ہے یعنی اس کے الفاظ بعینہ منقول ہوتے ہیں جیسے کہ الفاظِ قرآن ہیں جن پر تمام راوی متفق ہیں،یامعناًمتواترہوتی ہےیعنی سب راویوں کے الفاظ تومختلف ہوتے ہیں لیکن معنی ومرادسب کی ایک ہی ہوتی ہے جیسے کہ حاتم طائی کی سخاوت کے متعلق ہم تک روایات پہنچیں(اگرچہ سب کے الفاظ مختلف ہوں لیکن مرادسب کی حاتم طائی کی سخاوت کوبیان کرناہے)اورمعناًمتواترچیزبھی اسی طرح حجت ودلیل کادرجہ رکھتی جیسے لفظاًمتواترچیز،جیسے کہ بہت سارے لوگوں نے ہمیں کل کے دن کی خبردی اگرچہ سب کے الفاظ مختلف ہوں لیکن پھربھی سب کی یہ خبرہمیں یقین کافائدہ دے گی کیونکہ معنی سب کے ایک ہی ہیں۔ (النبراس علی شرح العقائد:صفحہ 320،مطبوعہ:کوئٹہ)

شرح الصاوی میں ہے:"ممایجب اعتقادہ سوال منکرونکیرلنافھومختص ھذہ الامة ای امة الدعوة المؤمنین والمنافقین والکافرین"۔یعنی منکر نکیر کے سوالات کاعقیدہ رکھناواجب ہے اور یہ سوالات مومن ومنافق وکافرسب سے ہوں گے۔

(شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید،ص369،370،دارالکتب العلمیہ:بیروت)

اتحاف المرید میں ہے:"سوال منکرونکیر ایانامعاشر امۃ الدعوۃ المؤمنین و المنافقین و الکافرین"۔یعنی منکر نکیر کے سوالات سب سے ہوں گے خواہ مومن ہو یامنافق یاکافر۔ (اتحاف المرید، صفحہ141، مطبوعہ: مصر)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیاجائے توجہاں پڑارہ گیا یاپھینک دیاگیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یاعذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھاگیاتوشیر کے پیٹ میں سوال وثواب وعذاب جو کچھ ہو پہنچے گا"۔

(بہارشریعت: جلد1، حصہ1، برزخ کابیان، صفحہ109، مکتبۃ المدینہ: کراچی)

شرح الصاوی میں ہے:"وامامنکرونکیر فلایکفرمنکرھما،لانہ اختلف فی اصل سوال القبر"۔یعنی منکرونکیر کے منکر کوکافر نہیں کہاجائے گاکیونکہ اصلاًسوالاتِ قبر میں اختلاف ہے۔

(شرح الصاوی علی جوھرۃ التوحید: صفحہ132، دارالکتب العلمیہ: بیروت)

حاشیہ شرح الصاوی میں ہے:"سوال القبروعذابہ مختلف فیہ،لذالک لم یکن من العقیدۃالتی یکفر جاحدھا،اذلایکفرالامن انکرماعلم من الدین بالضرورۃ،وعلمہ العامۃ والخاصۃ علی حدسواء کالصلاۃوالصوم وتحریم الخمروغیرہ۔یعنی سوالات وعذاب قبر مختلف فیہ ہے، اسی وجہ سے یہ ان عقائد میں سے نہیں ہے جس کاانکار کفر ہو، کیونکہ کفر صرف ضروریات دین کے انکار سے لازم آتاہے، اوروہ ایسے امورہیں جن کاہرخاص وعام کوعلم ہوجیسے نماز، روزہ کافرض اور شراب کا حرام ہوناوغیرہ۔(لیکن سوالاتِ قبر کامنکر گمراہ وبدعتی ضرور ہوگا کہ اس پر متواتر احادیث موجودہیں جیسا کہ پیچھے بیان ہوا۔)

(حاشیہ شرح الصاوی علی جوھرۃ التوحید: صفحہ369، دارالکتب العلمیہ: بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمروبن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"من مات یوم الجمعۃأو لیلۃ الجمعۃوقي فتنۃ القبر"۔یعنی جس مسلمان کاانتقال جمعۃ المبارک کے دن یارات میں ہوا، فتنہ قبر(یعنی عذاب قبروسوالات وغیرہ) سے محفوظ رہے گا۔

(المسند: لِلإمام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمروبن عاص، الحدیث:6646، جلد11، صفحہ226، موسسۃ الرسالۃ: بیروت)

انہی سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"مامن مسلم یموت یوم الجمعۃأو لیلۃ الجمعۃإلاّ وقاہ اللہ فتنۃ القبر"۔

یعنی جمعۃ المبارک کے دن اورات میں انتقال کرنے والے کواللہ تعالیٰ قبر کے فتنے سے محفوظ رکھے گا۔

(سنن الترمذي، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیمن مات یوم الجمعۃ، الحدیث:1074، جلد2، صفحہ372، دارالغرب الاسلامی)

(المسند: لِلإمام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمروبن عاص، الحدیث: 6582، جلد11، صفحہ147، مؤسسۃ الرسالۃ: بیروت)

معجم کبیر للطبرانی میں حضرت سیدناسلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:"سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: رباط یوم فی سبیل اللہ کصیام شھر وقیامہ،ومن مات مرابطاً جری علیہ عملہ الذی کان یعمل واومن الفتان ویبعث یوم القیامۃ شھیدا"۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک دن نگہبانی کرنا ایک ماہ کے روزے رکھنے اور قیام کرنے (کے ثواب) کے برابر ہے، اور جس کو نگہبانی کرتے ہوئے موت آجائے اس (کے) عمل (کا ثواب) جاری رہے جو وہ کرتا تھا، اس کو قبر کے سوالات عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا، اور قیامت کے دن شہداء میں اٹھایا جائے گا۔

(معجم کبیر للطبرانی: جلد4، صفحہ504، حدیث6056، مطبوعہ: لاہور)

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **"من لایسال ثمانیة: الشهید، والمرابط، والمطعون، والمیت زمن الطاعون بغیره اذاکان صابرامحتسبا، والصدیق، والاطفال، والمیت یوم الجمعة ولیلتها، والقاری کل لیلة تبارک الملک، وبعضهم ضم الیها السجدة، والقاری فی مرض موته: "قل هو الله الاحد"۔اھ۔ واشار الشارح الی انه یزاد الانبیاء علیهم الصلاۃ والسلام، لانهم اولیٰ من الصدیقین۔** ترجمہ: جن سے سوالات قبر نہ ہوں گے وہ 8 قسم کے لوگ ہیں: شہید، راہ خدا میں گھوڑا باندھنے والا، طاعون سے مرنے والا، طاعون کے زمانے میں اس کے علاوہ کسی اور مرض سے مرنے والا جبکہ اپنی بیماری پر صبر کیا ہو، صدیقین، مسلمانوں کے نابالغ بچے، جمعۃ المبارک کے دن یا رات میں انتقال کرنے والا، سورۃ الملک یا سورۃ السجدۃ کی روزانہ رات تلاوت کرنے والا، مرض موت میں سورہ اخلاص پڑھنے والا، اور شارح نے اشارہ فرمایا کہ ان میں انبیاء کرام علیہم السلام کا اضافہ بھی ہو گا کیونکہ وہ صدیقین سے اعلیٰ ہیں۔

(فتاوی شامی: کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، جلد3، صفحہ82، 81، دار عالم الکتب: بیروت)

اور شرح الصاوی میں ہے: **"السوال مخصوص بمن کان مکلفاًولوجناً لاملکاً، ویستثنی من المکلفین الانبیاءوالصدیقون والمرابطون والشهداء، وملازم قراۃ تبارک الملک کل لیلة اوسورۃ السجدۃ، ومریض البطن، ومن مات لیلة الجمعة اویومها، والمطعون، ومن قرا الاخلاص فی مرضه الذی مات فیه، ونحوذلک مماوردفی السنة استثناؤه"**۔ یعنی سوالاتِ قبر تمام مکلفین سے ہوں گے سوائے فرشتوں کے، اور مکلفین میں انبیاء کرام، صدیقین، اسلامی سرحد کی حفاظت کیلئے سرحد پر گھوڑا باندھنے والے، شہداء کرام، روزہ رات کو سورۃ الملک یا سورۃ السجدۃ کی تلاوت کا التزام کرنے والے، پیٹ کے درد میں مرنے والا، جمعۃ المبارک کے دن یا رات میں مرنے والا، طاعون سے مرنے والا، جو سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد شریف کا اپنے اس مرض میں جس میں اس کا انتقال ہوا، ورد رکھے، اسی طرح وہ تمام لوگ بھی سوالاتِ قبر سے مستثنیٰ ہیں جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئیں۔

(شرح الصاوی علی جوھرۃ التوحید، صفحہ371، دار الکتب العلمیہ: بیروت)

علامہ فضل الرسول بدایونی علیہ الرحمۃ **"المعتقد المنتقد"** میں فرماتے ہیں:

"والأصح أنّ الأنبیاء لایسألون، وقدوردأنّ بعض صالحي الأمة کالشهیدوالمرابط یوما ولیلة في سبیل الله یأمن فتنة القبر، فالأنبیاء علیهم السلام أولی بذلک وکذافی اطفال المؤمنین"۔ یعنی صحیح مذھب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے سوالات نہیں ہوں

گے،اور حدیث میں آیا ہے کہ بعض نیکوکاران امت جیسے شہید اوراسلامی ملک کی سرحد پر ایک دن،ایک رات فی سبیل اللہ گھوڑا باندھنے والا سوال قبر سے بری ہے،توانبیاء کرام علیہم السلام اس کے زیادہ مستحق ہیں(کہ ان سے سوالات قبر نہ ہوں)اسی طرح مومنین کے نابالغ بچوں سے بھی سوالات قبر نہ ہوں گے۔ (المعتقد المنتقد، صفحہ 184،برکاتی پبلشرز: کراچی)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضاخان علیہ الرحمۃ اس کے حاشیہ بنام"المعتمد المستند"میں فرماتے ہیں:

"والميت يوم الجمعة أو ليلتها أو في رمضان وغيرهم ممّن وردت لهم الأحاديث"۔یعنی یہ حدیث سے ثابت ہے کہ جو مسلمان شبِ جمعہ یاروزِ جمعہ یا رمضانِ مبارک کے کسی دن رات میں مرے گا،سوالِ نکیرین وعذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

(المعتمد المستند: صفحہ 184،برکاتی پبلشرز: کراچی)

اور فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:شب جمعہ اور رمضان مبارک میں ہر روز کے واسطے یہ حکم ہے کہ جو مسلمان ان میں مرے گا سوال نکیرینِ وعذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ (فتاوی رضویۃ، کتاب الجنائز، جلد9، صفحہ 661،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

امام فقیہ ابن عجیل نے اسی دعائے عہدنامہ کی نسبت فرمایا:"اذاکتب هذا الدعاء وجعل مع الميت فى قبره وقاه الله فتنة القبر وعذابه"۔ جب یہ لکھ کر میّت کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تواللہ تعالیٰ اُسے سوالِ نکیرین وعذابِ قبر سے امان دے۔

(فتاوٰی کبرٰی بحوالہ ابن عجیل: باب الجنائز، جلد2، صفحہ 6دارالکتب العلمیۃ: بیروت)

(فتاوی رضویہ: کتاب الجنائز، جلد9، صفحہ 110،رضافاؤنڈیشن:لاہور)

نبراس میں ہے:"وقال النسفى فى بحر الكلام اطفال المؤمنين ليس عليهم عذاب القبر ولاسوال منكر ونكير"۔ترجمہ: امام نسفی نے بحر الکلام میں فرمایا: مومنین کے بچوں پر نہ عذاب قبر ہوگا اور نہ ہی ان سے منکر نکیر سوالات کریں گے۔

(النبراس علی شرح العقائد: صفحہ 316، مطبوعہ: کوئٹہ)

منکر نکیر کا قبر میں آنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا حضرت عمر کو قبر کے فرشتوں کے بارے میں آگاہ کرنا بھی روایات سے ثابت ہے۔

چنانچہ امام ابن اِبی داود "البعث والنشور" میں ابوجمیلۃ مفضل ابن صالح سے روایت کرتے ہیں:

عن مفضل بن صالح عن إسماعيل بن أبي خالد عن أبي شهر (وفي رواية عن أبي سهل، وفي أخرى: عن أبي شهم) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: كيف أنت إذا كنت في أربعة أذرع في ذراعين، ورأيت منكرا ونكيرا؟ قال: قلت: يارسول الله! وما منكر ونكير؟ قال: فتانا القبر، يبحثان الأرض بأنيابهما، ويطآن في أشعارهما، أصواتهم كالرعد القاصف، وأبصارهما كالبرق الخاطف، معهما مرزبة لو اجتمع عليها أهل منى، لم يطيقوا رفعها، هي أيسر عليهما من عصاتي هذه. قال: قلت: يارسول الله! وأنا على حالي هذه؟ قال: "نعم" قلت: إذن أكفيكهما"۔

ترجمہ: حضرتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تم چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی زمین (یعنی قبر) میں ہوگے اور تم منکر نکیر کو دیکھو گے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! منکر نکیر کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ قبر میں امتحان لینے والے (دو فرشتے) ہیں جو قبر کو اپنے دانتوں سے کریدیں گے اور ان کے بال اتنے لمبے ہوں گے کہ وہ اپنے بالوں کو روندتے ہوئے آئیں گے۔ ان کی آواز زوردار گرج کی طرح ہو گی اور ان کی آنکھیں اُچکنے والی بجلی کی طرح چمک رہی ہوں گی۔ ان دونوں کے پاس اتنا بڑا ہتھوڑا ہو گا کہ سارے منیٰ والے مل کر اسے نہ اٹھا سکیں۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جسے آپ ﷺ ہلا رہے تھے، آپ ﷺ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: لیکن ان دونوں کے لئے اسے اٹھانا میری اس چھڑی سے زیادہ آسان ہو گا۔ وہ دونوں تمہارا امتحان لیں گے، اگر تم جواب نہ دے سکے یا تم لڑکھڑا گئے تو پھر وہ تمہیں وہ ہتھوڑا اس زور سے ماریں گے کہ تم راکھ ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی اسی حالت میں ہونگا؟ (یعنی اس وقت میرے ہوش و حواس ٹھیک ہوں گے) حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر میں ان دونوں سے نمٹ لونگا۔

(البعث والنشور لابن ابی داوٗد: صفحہ 21، مکتبۃ التراث الاسلامی: قاہرہ)

(اتحاف الخیرۃ المھرہ، کتاب الجنائز، السوال فی القبر وماجاء، جلد2، صفحہ 492، حدیث 1955، دار الوطن للنشر: ریاض)

اس کے تحت شیخ الحوینی المدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وهوحديث منكربهذاالتمام والمفضل ابن صالح،قال البخاری وابوحاتم:"منكرالحديث"۔وقال الترمذی:ليس عنداهل الحديث بذالک الحفاظ"۔وشيخه لم اعرفه ان كان هوابوسهل،وان كان هوابوشمر،فقدقال الذهبی:"فيه جهالة"۔ويقال ابوشهم،والحديث اخرجه البيهقيفی الاعتقاد:صفحه323،322،من طريق مفضل بن صالح عن اسمعيل بن ابی خالد،عن ابی سهل،عنه ابی عن عمر،فذكره۔

ثم قال غريب بهذاالاسناد،تفردبه المفضل هذا۔وقدرويناه من وجه آخرعن ابن عباس ومن وجه آخرصحيح عن عطاءبن يسار،عن النبی ﷺ مرسلافی قصةعمر،وقال:ثلاثةاذرع فی عرض ذراع وشبر،ولم يذكرالمرزبة"۔

قلت:وطريق عطاءرواه الآجری فی "الشريعة"(صفحه366)وابن ابی الدنيافی القبورمن طريق ابراهيم بن سعدعن ابيه عن عطاءبن يسارقال،قال:رسول الله ﷺ لعمررضی الله عنه:ياعمر! كيف انت؟قال العراقی فی المغنی(جلد4،صفحه503)"رجاله ثقات"۔ووصله ابن بطة:فی"الابانة"من حديث ابن عباس:فالصحيح فی هذالحديث هوطريق عطاءمع ارساله،اماحديث الباب فمنكر كماذكره الذهبی فی "الميزان"(جلد4،صفحه537)

اوراس کے متعلق حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغنی عن الاسفار" میں فرمایا کہ اتنا تو حضرت عطاء بن یسار تابعی سے مرسلاً صحیح سند سے ثابت ہے اور موصولاً ضعیف سند کیساتھ۔

"أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب القبور هكذا مرسلًا، ورجاله ثقات، قال البيهقي في الاعتقاد: رويناه من وجه صحيح عن عطاء بن يسار مرسلًا، قلت: ووصله ابن بطة في الإبانة من حديث ابن عباس، ورواه البيهقي في الاعتقاد من حديث عمر، وقال: غريب بهذا الإسناد، تفرد به مفضل، ولأحمد، وابن حبان من حديث عبد الله بن عمرو"۔

(المغنی عن الاسفار: صفحہ: 1236، الرقم: 4464، المکتبۃ الطبریۃ، الریاض)

ان دونوں عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت تین صحابہ سے مرفوع اور دو سندوں سے مرسل منقول ہے:

1۔ پہلی سند: یہ روایت حضرت عمر سے منقول ہے، اس سند میں مفضل بن صالح الاسدی منکر الحدیث ہے، اور ابو شہر مجہول راوی ہے.

2۔ دوسری سند: یہ روایت ابن عباس سے منقول ہے، اس سند میں واقدی ہے جو متروک راوی ہے.

3۔ تیسری سند: یہ روایت حضرت جابر سے منقول ہے، اس میں اسماعیل بن مسلم المکی کثیر الغلط راوی ہے.

4۔ چوتھی سند: یہ عطاء بن یسار سے مرسل منقول ہے.

5۔ پانچویں سند: یہ عمرو بن دینار سے مرسل ہے.

خلاصہ تحقیق: اس قدر روایت مختلف اسناد سے وارد ہے جو اگرچہ ضعیف ہیں لیکن قابل بیان ہیں۔

حضرت عمر کا منکر نکیر سے سوال کرنا:

روایت کا اگلا حصہ:

علامہ محب الدین الطبری نے اپنی کتاب "الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ" میں عبد الواحد المقدسی سے نقل کیا ہے:

"فقال عمر بن الخطاب: أيأتيانني وأنا ثابت كما أنا؟ قال: "نعم" قال: فسأكفيكهما يا رسول الله، فقال ﷺ: "والذي بعثني بالحق نبيًّا، لقد أخبرني جبريل أنهما يأتيانك، فتقول أنت: الله ربي، فمن ربكما؟ ومحمد نبيي، فمن نبيكما؟ والإسلام ديني، فما دينكما؟ فيقولان: واعجباه!! ماندري نحن أرسلنا إليك، أم أنت أرسلت إلينا؟"۔

ترجمہ: (سرکارِ دوعالم ﷺ سے نکیرین کے بارے میں سن کر) حضرت سیِّدُنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! جب وہ میرے پاس آئیں گے تو کیا میں اسی طرح صحیح سالم رہوں گا جیسے اب ہوں؟" فرمایا: "ہاں۔" عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! پھر تو میں انہیں آپ ﷺ کی طرف سے خُوب جواب دوں گا۔" سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے عمر! اس رب تعالیٰ کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا! مجھے جبریل امین نے بتایا ہے کہ وہ دونوں فرشتے جب تمہاری قبر میں آئیں گے اور سوالات کریں گے تو تم یوں جواب دو گے کہ میرا رب اللہ ہے مگر تمہارا رب کون ہے؟ میرا دین اسلام ہے مگر تمہارا دین کیا ہے؟ میرے نبی تو محمد ﷺ ہیں مگر تمہارا نبی کون ہے؟ وہ کہیں گے: بڑی تعجب کی بات ہے، ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں یا تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو؟

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ: جلد 1، صفحہ 346: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

اس روایت کی اسنادی حیثیت:

روایت کا یہ حصہ (جس میں حضرت عمر فرشتوں سے سوال کریں گے) کسی بھی معتبر سند سے منقول نہیں، البتہ علامہ محب الدین الطبری نے اپنی کتاب "الرياض النضرة في مناقب العشرة" میں عبد الواحد المقدسی سے اسکو نقل کیا ہے جبکہ المقدسی نے خود اپنی کتاب میں اس قصے کا صرف اول حصہ نقل کیا ہے لیکن بقیہ حصہ وہاں بھی موجود نہیں۔

چنانچہ دوسرے جزء یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکیرین سے سوال کرنے کے متعلق "الرياض النضرة" کی تخریج کرنیوالے محقق "عبد المجید طعمۃ حلبی" فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق کا نکیرین سے سوال کے متعلق حصہ روایت کا جزء نہیں ھے یہ بلاسند "علامہ محب الدین الطبری" نے ذکر کر دیا ہے۔

خرجه عبد الواحد بن محمد بن علي المقدسي في كتابه التبصير، خرج الحافظ أبو عبد الله القاسم الثقفي عن جابر من اولى ذكر السوال وقال: فقال عمر: يارسول الله ﷺ اية حال انا يومئذ؟ قال: على حالك، قال اذا اكفيكهما، ولم يذكر مابعده. وخرج سعيد بن منصور معناه، ولفظه: حدثنا إسماعيل بن إبراهيم، أنا محمد بن علوان بن علقمة، قال: حدثني أصحابنا، قالوا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمر: "كيف بک إذا جاءک منكر ونكير يسألانک؟ صوتهما مثل الرعد القاصم، وأبصارهما مثل البرق الخاطف، يطئان في أشعارهما، ويبحثان بأنيابهما"، فقال: يارسول الله، أنبعث على ماامتنا عليه؟ قال: "نعم إن شاء الله تعالى" قال: إذاً أكفيكهما".

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ محب الدین الطبری علیہ الرحمہ نے علامہ عبدالواحد المقدسی سے اس روایت کو نقل کیا اور ابو عبداللہ قسم ثقفی نے بھی اسے نقل کیا لیکن ان دونوں حضرات نے اس روایت کا صرف پہلا حصہ نقل کیا، دوسرا حصہ (جس میں حضرت عمر نے منکر نکیر سے سوالات کئے) نقل نہیں کیا۔ (یعنی اس حصے کے نقل کرنے میں علامہ محب الدین طبری منفرد ہیں اور پھر انہوں نے اسے بلاسند روایت کیا ہے۔ لہٰذا اسے بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔)

(الرياض النضرة: المحقق: عبد المجید طعمۃ حلبی، جلد2، صفحہ 297، 298، الرقم: 749، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان)

والله تعالى اعلم و علمه جل مجده أتم و أحكم

كتبه: ابو حمزه محمد آصف مدنی غفرله

27 جمادی الاخری 1442ھ 10 فروری 2021

الجواب صحيح

أبو أطهر محمد أظهر العطاري المدني عفى عنه الباري